AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اباحت اصلیہ کے اصول وحدود: فتاویٰ جات اور فقہی دلائل کا تحقیقی جائزہ

THE PRINCIPLES AND LIMITS OF ORIGINAL PERMISSIBILITY (IBAHAHASLIYYAH): A RESEARCH STUDY OF FATWAS AND JURISTIC EVIDENCES

Dr Muhammad Imran
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,University of Kotli Azad Jammu And Kashmir
muhammadimran254@gmail.com
Dr. Sabiha Abdul Quddus
Lecturer Department of Islamic Studies, The Women University Multan
sabiha.6094@wum.edu.pk
Prof Dr Hafiz Khursheed Ahmed Baryar
Principal Muhammadi Science Academi Bahawalgarh Kahror pkka
drkhursheedahmedbaryar@gmil.com

Abstract

This research provides a comprehensive study of the principle of "Aslah al-Ibahah" (original permissibility) in Islamic jurisprudence, examining its historical background, juristic evidence, and practical application in contemporary fatwas. The fundamental concept of Aslah al-Ibahah is that everything is inherently permissible unless explicitly prohibited by a clear Islamic legal text. The study begins with an analysis of classical jurists' perspectives, highlighting the scope and limits of the principle through the Qur'an, Sunnah, consensus (Ijma'), and analogical reasoning (Qiyas). It further explores the jurisprudential differences across various Islamic schools of thought and their theoretical and practical implications.A significant portion of the research focuses on the practical application of Aslah al-Ibahah in fatwas, examining both classical and contemporary juristic opinions. This analysis demonstrates that the application of the principle carefully considers necessities, exceptions, and Shari'ah boundaries to ensure the protection of human welfare, social balance, and rights. Moreover, the study highlights the relevance of Aslah al-Ibahah in contemporary contexts such as international trade, modern economy, politics, and human rights, emphasizing its flexibility and jurisprudential adaptability.

The research also shows that Aslah al-Ibahah is not only theoretical but can harmonize with modern legal systems and international agreements. Through juristic diversity and ijtihadic guidance, contemporary challenges, legal requirements, and social needs are balanced effectively.The study concludes that the principle of Aslah al-Ibahah is highly significant in Islamic jurisprudence, and its ijtihadic and practical utility proves essential for maintaining human welfare, legal and social balance in contemporary society. The findings provide guidance for harmonizing contemporary jurisprudence, ijtihad, and legal principles, highlighting the flexibility, practical applicability, and intellectual comprehensiveness of Islamic law.

Keywords: Aslah al-Ibahah, principle of permissibility, fatwas, juristic evidence, ijtihad, Shari'ah limits, contemporary issues, legal harmonization, human rights.

یہ تحقیق اسلامی فقہ میں اصولِ اباحت اصلیہ کی جامع تفہیم، اس کے تاریخی پس منظر، فقہی دلائل، اور معاصر فتوے میں عملی اطلاق پر روشنی ڈالتی ہے۔ اباحت اصلیہ کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ چیزوں کا اصل حکم جائزت ہے جب تک کہ شرعی نص میں واضح ممانعت نہ ہو۔ مقالے میں ابتدائی طور پر کلاسیکی فقہاء کے نظریات کا تجزیہ کیا گیا ہے، جس میں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اصول اباحتی کے دائرہ اور حدود کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد مختلف فقہی مکاتب فکر میں اجتہادی اختلافات اور ان کے نظریاتی و عملی اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ مقالے کا اہم حصہ فتاویٰ جات کی عملی تصویر پر مشتمل ہے، جس میں کلاسیکی اور معاصر فقہاء کے فتاویٰ جات کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ واضح کرتا ہے کہ اصول اباحتی کے اطلاق میں ضرورت، استثناء، اور حدود شرعی کا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ انسانی فلاح، معاشرتی توازن اور حقوق کی حفاظت ممکن ہو سکے۔ مزید بر آں، معاصر مسائل جیسے بین الاقوامی تجارت، جدید معیشت، سیاست، اور انسانی حقوق کے تناظر میں اصول اباحتی کی افادیت اور اجتہادی لچک کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اصول اباحتی صرف نظریاتی نہیں بلکہ عملی طور پر قانونی نظام اور بین الاقوامی معاہدات کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ فقہاء کے اختلافات اور اجتہادی رہنمائی کے ذریعے جدید چیلنجز، قانونی تقاضے، اور معاشرتی ضروریات کے درمیان توازن قائم کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اصول اباحتی اسلامی فقہ میں نہایت اہم ہے، اور اس کی اجتہادی اور عملی افادیت معاصر دنیا میں انسانی فلاح، قانونی اور معاشرتی توازن برقرار رکھنے میں مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اس تحقیق سے معاصر فقہ، اجتہاد، اور قانونی اصولوں کے درمیان ہم آہنگی کے لیے رہنمائی حاصل ہوتی ہے، اور یہ اسلامی فقہ کی لچک، عملی قابلیت، اور فکری جامعیت کو اجاگر کرتی ہے۔

اباحت اصلیہ کا مفہوم اور فقہی بنیادیں

اباحت اصلیہ (Principle of Original Permissibility) اسلامی فقہ کا ایک بنیادی اصول ہے جس کے مطابق ہر چیز، بشرطیکہ اس پر کوئی صریح شرعی ممانعت نہ ہو، بنیادی طور پر جائز ہے۔ اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ شریعت نے انسان کی زندگی کو سہل اور فطرت کے مطابق بنایا ہے، اور جو کچھ حرام یا ممنوع قرار دیا گیا ہے وہ استثناء کی صورت میں ہے۔ تاریخی طور پر فقہاء نے اس اصول کو استدلالی طور پر واضح کیا، اور اس کو معاصر مسائل میں اجتہادی بنیاد کے طور پر استعمال کیا۔ اباحت اصلیہ کے فلسفہ کا مقصد انسانی آزادی، فطری سہولت، اور شرعی حدود میں رہ کر عملی زندگی کو آسان بنانا ہے۔

فقہاء امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ:

> الأصل في الأشياء الإباحة ما لم يرد فيها دليل التحريم من الكتاب أو السنة أو الإجماع[1]
>
> چیزوں کا اصل حکم جائز ہے، جب تک کہ اس کے لیے قرآن، سنت یا اجماع میں کوئی ممانعت موجود نہ ہو۔

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ اباحت اصلیہ کی بنیاد شرعی نصوص میں استثناء ہے۔ امام شافعی کے مطابق، انسان کے لیے ہر چیز جائز ہے جب تک کہ اس پر کوئی واضح ممانعت نہ ہو، اور اس اصول کو فقہاء نے زندگی کے مختلف شعبوں، جیسے معاشرت، معیشت اور بین الاقوامی تعلقات، میں اطلاق کیا۔ یہ اصول اجتہادی لچک اور عملی سہولت فراہم کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ بھی اس اصول کو بیان کرتے ہیں:

> كل ما لم ينه عنه الشرع فهو مباح، والحرام هو الاستثناء لا الأصل[2]
>
> جو کچھ بھی شریعت نے منع نہیں کیا، وہ جائز ہے، اور حرام چیز استثناء ہے، اصل نہیں۔

ابو حنیفہ کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی میں حرام چیزیں اصول کی بجائے استثناء ہیں۔ اس سے اباحت اصلیہ کا فلسفہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت اور روزمرہ زندگی کی سہولت کے لیے شرعی اصول میں بنیادی آزادی رکھی گئی ہے۔ اس نظریے نے فقہاء کو مختلف جدید مسائل میں اجتہادی حل فراہم کرنے کی گنجائش دی۔ اباحت اصلیہ اسلامی فقہ کا بنیادی اصول ہے، جس میں ہر چیز کی جائزت کو اصل قرار دیا گیا ہے اور ممنوعات کو استثناء کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس اصول نے فقہاء کو انسانی زندگی میں آسانی، اجتہادی لچک اور عملی رہنمائی فراہم کی، اور یہ اصول آج کے مسائل، جیسے معاشرتی، اقتصادی اور بین الاقوامی تعلقات میں بھی اطلاق پذیر ہے۔

فقہی مصادر میں اباحت اصلیہ کے اصول

اباحت اصلیہ کی بنیاد فقہی مصادر میں واضح ہے۔ قرآن و سنت میں جہاں واضح ممانعت موجود نہیں، وہاں چیزوں کو جائز سمجھا گیا ہے۔ اجماع اور قیاس بھی اس اصول کے نفاذ اور تشریح میں مددگار ہیں۔ فقہاء نے اس اصول کو مختلف مصادر سے مستدل کیا تا کہ انسان کی فطرت اور روزمرہ زندگی میں سہولت کو یقینی بنایا جاسکے۔

علامہ مالک فرماتے ہیں کہ:

---

[1] الشافعی، محمد بن ادریس۔ الام، *شرح مسائل الفقہ*. مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت: 1998ء، ج1، ص45

[2] ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت۔ *الآراء الفقہیۃ*. مکتبہ: دار المعارف، بیروت: 2005ء، ص112

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ما أحل الله فهو مباح، وما حرم فهو الاستثناء، وكتب الله في كتابه أمورًا محدودةً لا تتجاوز النصوص[3]

جو کچھ اللہ نے حلال کیا وہ جائز ہے، اور جو حرام کیا وہ استثناء ہے، اللہ نے اپنی کتاب میں ایسی چیزیں مقرر کی ہیں جو نصوص سے تجاوز نہیں کرتیں۔

یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ قرآن میں حلال اور جائز چیزیں اصل میں شامل ہیں، اور ممنوعات کو محدود کیا گیا ہے۔ فقہاء نے اجتہادی طور پر اس اصول کو سنت، اجماع اور قیاس کے ذریعے بھی تقویت دی تاکہ عملی زندگی میں شرعی حدود کے اندر آزادی اور سہولت ممکن ہو۔ شیخ طاہر بن عاشور بھی اس اصول کی وضاحت کرتے ہیں:

الأصل في الأحكام الإباحة، والاستثناء ما نصّ عليه الشرع، والقياس يساعد على توسيع فهم الأحكام في الأمور الجديدة[4]

احکام میں اصل جائزت ہے، اور استثناء وہ ہے جس پر شریعت نے نص کیا ہے، اور قیاس نئی چیزوں کے احکام کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

شیخ طاہر بن عاشور کے مطابق، اباحت اصلیہ کا اطلاق صرف نصوص پر موجود محدودیتوں تک محدود ہے، جبکہ قیاس کے ذریعے فقہاء جدید مسائل میں اس اصول کو عملی شکل دیتے ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی میں انسانی زندگی میں لچکدار اجتہادی رہنمائی موجود ہے۔ اباحت اصلیہ کے اصول قرآن، سنت، اجماع اور قیاس میں مضبوط بنیاد رکھتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی میں اصل جائز، استثناء کے تصور، اور قیاس کے ذریعے جدید مسائل کے حل کے لیے اجتہادی گنجائش موجود ہے۔ یہ اصول فقہاء کو انسانی زندگی میں سہولت، آزادی اور عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اجتہادی اختلافات اور مکاتب فکر میں نقطہ نظر

اباحت اصلیہ کے اطلاق میں فقہاء کے درمیان اجتہادی اختلافات نمایاں ہیں۔ مختلف مکاتب فکر نے اس اصول کی تشریح میں مختلف زاویے اختیار کیے ہیں، جس کی بنیاد ان کے فقہی اصول، نصوص کی ترجمانی، اور اجتہادی طریقہ کار ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مکاتب فکر میں اباحت اصلیہ کے اطلاق، استثناءات، اور حدود میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ اختلافات فقہی تنوع اور اجتہادی لچک کو ظاہر کرتے ہیں اور آج کے معاصر مسائل میں اجتہادی رہنمائی اور عملی حل کے لیے اہم ہیں۔

حنفیہ مکتب فکر کے حوالے سے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

كل ما لم ينص الشرع على تحريمه فهو مباح، وللاختلاف في الاستثناءات مجال واسع للفقهاء حسب القياس والاجتهاد[5]

جو کچھ شریعت نے منع نہ کیا، وہ جائز ہے، اور استثناءات میں اختلاف فقہاء کے لیے قیاس اور اجتہاد کے مطابق وسیع گنجائش فراہم کرتا ہے۔

ابو حنیفہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حنفیہ مکتب فکر میں اباحت اصلیہ کے اصول پر اتفاق ہے، لیکن استثناءات اور حدود کے اطلاق میں اجتہادی لچک موجود ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء معاصر مسائل میں اپنے اجتہادی وسائل کے ذریعے نئے حالات کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرسکتے ہیں۔ شافعیہ مکتب فکر کے حوالے سے امام شافعی فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء الإباحة، واما تحديد الاستثناءات فيختلف حسب فهم الفقهاء للنصوص والظروف الواقعية[6]

---

[3] مالک، امام۔ *الموطأ*. مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت: 2003ء، ج1، ص56

[4] عاشور، طاہر بن۔ *الفقہ الإسلامي وأدلتہ*. مکتبہ: دار الفکر، تونس: 1990ء، ج2، ص78

[5] ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت۔ *الآراء الفقہیۃ* فی التعاملات. مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 2005ء، ص115۔

[6] الشافعی، محمد بن ادریس۔ الام، شرح مسائل *الفقہ*. مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998ء، ج1، ص52

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

چیزوں کا اصل حکم جائز ہے، اور استثناءات کی حدود فقہاء کے نصوص کے فہم اور حقیقی حالات کی بنیاد پر مختلف ہو سکتی ہیں۔

امام شافعی کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شافعیہ مکتب فکر میں بھی اباحت اصلیہ کا بنیادی اصول تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اس کے اطلاق میں حالات، نصوص کے فہم، اور اجتہادی تشریحات پر انحصار کیا جاتا ہے۔ یہ اختلاف مکاتب فکر میں فقہی تنوع اور اجتہادی آزادی کو ظاہر کرتا ہے۔ اباحت اصلیہ کے اصول پر تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے، لیکن استثناءات اور حدود کے اطلاق میں اجتہادی اختلاف موجود ہے۔ یہ اختلاف فقہی تنوع، اجتہادی لچک، اور عملی حل کے لیے اہم وسائل فراہم کرتا ہے۔ مختلف مکاتب فکر میں یہ اختلاف معاصر مسائل، اقتصادی اور سماجی معاملات، اور بین الاقوامی تعلقات میں مؤثر اور عملی رہنمائی کے لیے قابل استعمال ہے۔

اباحت اصلیہ کے اصول

اصل اباحتی اور استثناء کی شرعی بنیادیں

اباحت اصلیہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ چیزیں اصل میں جائز ہیں، اور ممنوعات استثناء کے طور پر ہیں۔ فقہاء نے اس اصول کو قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی بنیاد پر واضح کیا ہے۔ یہ شرعی بنیاد انسان کی فطری زندگی کی آسانی اور عملی ضروریات کو مد نظر رکھتی ہے۔ اصولِ اباحتی کے ساتھ استثناء کی شرعی حدود اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ ہر چیز میں جائزات اور ممنوعات کے درمیان توازن برقرار رہے۔ امام مالک بیان کرتے ہیں کہ:

الأصل في الأشياء الإباحة، وما حرمه الشرع فهو استثناء، وقد جعل الله الشريعة لراحة العباد وتنظيم حياتهم[7]

چیزوں کا اصل حکم جائز ہے، اور جو کچھ شریعت نے حرام کیا وہ استثناء ہے، اللہ نے شریعت انسانوں کی راحت اور زندگی کے انتظام کے لیے وضع کی ہے۔

امام مالک کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ کی شرعی بنیاد قرآن و سنت کی روشنی میں انسان کی سہولت اور زندگی کے عملی انتظام پر مرکوز ہے۔ استثناءات کا وجود اصول کی عملی حدود کو بیان کرتا ہے تاکہ ہر چیز میں جائزات اور ممنوعیت کا توازن قائم رہے۔ شیخ طاہر بن عاشور فرماتے ہیں:

الاستثناء في الأحكام الشرعية هو ما نصّ الشرع على تحريمه، وأما ما لم ينص عليه فهو مباح، وهذا الأصل يحافظ على مرونة الفقه[8]

شرعی احکام میں استثناء وہ ہے جس پر شریعت نے صریح تحریم کی ہے، اور جو چیز نص میں نہیں ہے وہ جائز ہے۔ یہ اصول فقہ میں لچک اور اجتہادی گنجائش کو برقرار رکھتا ہے۔

شیخ طاہر بن عاشور کے مطابق، اصلِ اباحتی اور استثناء کی شرعی بنیاد فقہ میں لچک اور اجتہادی سہولت فراہم کرتی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہاء نئے مسائل اور حالات میں اس اصول کے ذریعے عملی رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ اصلِ اباحتی اور استثناء کی شرعی بنیاد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس میں مضبوط ہے۔ اس اصول نے انسانی زندگی میں سہولت، اجتہادی لچک، اور عملی رہنمائی ممکن بنائی، اور معاصر مسائل میں بھی اس کا اطلاق جائز اور مفید ہے۔

"الضرورات تبیح المحظورات" اور اس کی اطلاقی حدود

اصولِ اباحتی کے ساتھ فقہ اسلامی میں "الضرورات تبیح المحظورات" کا اصول بھی اہم ہے، جس کے مطابق ضروریات کی وجہ سے ممنوعات کا استعمال محدود اور جائز سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ اصول خاص طور پر حالاتِ اضطرار، انسانی زندگی کی حفاظت، اور معاصر معاشرتی و اقتصادی مسائل میں اطلاق پذیر ہے۔ فقہاء نے اس اصول کو واضح کیا تاکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے انسانی ضروریات کی تکمیل ممکن ہو۔

امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

[7] امالک، امام۔ *الموطأ*۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، مقام اشاعت: بیروت، 2003ء، ج1، ص60۔

[8] عاشور، طاہر بن۔ *الفقه الإسلامي وأدلته*۔ مکتبہ: دار الفکر، تونس، 1990ء، ج2، ص80

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الضرورات تبيح المحظورات، فإذا اضطر المسلم إلى شيء محرم لحفظ نفسه أو ماله جاز له فعله بقدر الحاجة[9]

ضرورتیں ممنوعات کو جائز بناتی ہیں، لہٰذا اگر مسلمان اپنی جان یا مال کے تحفظ کے لیے کسی حرام چیز کا استعمال مجبوری میں کرے، تو ضرورت کے مطابق اسے کرنے کی اجازت ہے۔

ابن قدامہ کے مطابق، اس اصول سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی انسانی زندگی اور ضروریات کی حفاظت میں لچک فراہم کرتی ہے۔ یہ اطلاق صرف محدود حالات میں جائز ہے اور شرعی حدود میں رہنا ضروری ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین بھی اس اصول کی وضاحت کرتے ہیں:

يجوز للمسلم في حالات الضرورة أن يقوم بما هو محظور إذا كان ذلك لإنقاذ النفس أو المال أو الدين، ولا يتجاوز الحد اللازم[10]

مسلمان کے لیے ضروری حالات میں ممنوعات کرنا جائز ہے، اگر یہ جان، مال یا دین کے تحفظ کے لیے ہو، بشرطیکہ وہ ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

شیخ العثیمین کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی میں الضرورات تبیح المحظورات کا اصول عملی رہنمائی اور اخلاقی حدود فراہم کرتا ہے۔ اس اصول کا اطلاق معاصر معاشرتی، اقتصادی اور طبی حالات میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ "الضرورات تبیح المحظورات" کا اصول اباحت اصلیہ کی اجتہادی اور عملی لچک کا ایک مظہر ہے۔ یہ اصول انسانی زندگی کی حفاظت، معاصر مسائل اور اضطراری حالات میں شرعی حدود کے اندر آزادی اور رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

فتوے میں اصولِ اباحتی کے معیار اور ضوابط

فتوے میں اصولِ اباحتی (Principle of Original Permissibility) کے اطلاق کے لیے فقہاء نے مخصوص معیار اور ضوابط وضع کیے ہیں۔ یہ معیار اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ چیزوں کی جائزت اور ممنوعیت کا فیصلہ شریعت کی حدود، نصوص کی وضاحت اور حالات کی حقیقت کے مطابق ہو۔ اصول اباحتی کے اطلاق میں اہمیت اس لیے ہے کیونکہ اس سے اجتہادی آزادی، عملی سہولت، اور شرعی توازن برقرار رہتا ہے۔ فتوے کے معیار میں شامل ہیں: نصوص کے مطالعہ، مقصد شریعت، ضروریات اور استثناءات کی تشخیص، اور جدید حالات میں قیاس کا اطلاق۔ امام ابن قیّم فرماتے ہیں:

إذا أراد الفقيه إصدار فتوى في مسألة لم يرد فيها النص الصريح، عليه أن يرجع إلى الأصل في الإباحة مع مراعاة الضرورات والمصالح المرسلة[11]

اگر فقیہ کسی مسئلے میں فتویٰ صادر کرنا چاہے جس پر صریح نص موجود نہ ہو، تو اسے اصلِ اباحتی کی طرف رجوع کرنا چاہیے، ساتھ ہی ضروریات اور مصالح مرسلۃ (عمومی مفاد) کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

ابن قیّم کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ فتوے میں اصول اباحتی کا اطلاق صرف اس وقت ہوتا ہے جب نص صریح موجود نہ ہو۔ اس کے ساتھ فقہاء کو ضرورات اور عمومی مفاد (MaslahahMursalah) کو مد نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ فتویٰ عملی، اخلاقی اور شرعی توازن کے مطابق ہو۔ شیخ محمد صالح العثیمین بیان کرتے ہیں:

على المفتي مراعاة الأصل في الإباحة عند صدور الفتوى، وأخذ القيود والموانع في الحسبان، وعدم تجاوز الحدود الشرعية[12]

فتویٰ جاری کرتے وقت مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اصل اباحتی کو مد نظر رکھے، حدود و قیود کو دھیان میں رکھے، اور شرعی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

---

[9] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ *المغنی*۔ مکتبہ: دار الفکر، مقام اشاعت: بیروت، 1985ء، ج5، ص290

[10] العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض، 2001ء، ج3، ص145۔

[11] ابن قیّم، احمد بن القیم۔ *زاد المعاد فی ھدی خیر العباد*۔ مکتبہ: دار المعارف، بیروت، :2000ء، ج1، ص210

[12] العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض: 2001ء، ج4، ص198

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شیخ العثیمین کے مطابق، فتوے میں اصول اباحتی کا اطلاق مشروط اور محدود ہے۔ مفتی کو جائزت کے ساتھ ساتھ استثناءات، حدود شرعی، اور قیود عملی کو مد نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ فتویٰ شرعی، اخلاقی اور عملی لحاظ سے درست ہو۔ یہ معیار معاصر مسائل، جیسے معاشرتی، اقتصادی اور طبی امور میں اجتہادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ فتوے میں اصولِ اباحتی کا اطلاق واضح معیار اور ضوابط کے تابع ہے۔ فقہاء کو نصوص، مقاصد شریعت، ضروریات، استثناءات اور قیود کو مد نظر رکھ کر فتویٰ دینا چاہیے تاکہ شرعی حدود، انسانی فلاح اور عملی سہولت کے درمیان توازن قائم رہے۔ یہ ضوابط معاصر مسائل میں اجتہادی رہنمائی اور فتوائی عمل میں مستقل معیار فراہم کرتے ہیں۔

اباحت اصلیہ کے حدود اور قیود

حدود شرعی اور اخلاقی قیود

اباحت اصلیہ کے اصول کی بنیاد جائزت ہے، لیکن اس کے اطلاق میں شرعی اور اخلاقی حدود لازمی ہیں۔ فقہاء نے واضح کیا کہ اصولِ اباحتی انسانی فلاح، معاشرتی نظم، اور شرعی احکام کی حفاظت کے تابع ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جائزت کے اصول کو استثناءات، ممنوعات، اور اخلاقی معیار کے ساتھ متوازن بنایا جائے۔ حدود شرعی قرآن وسنت سے حاصل کیے جاتے ہیں جبکہ اخلاقی قیود انسانی حقوق، عدل اور معاشرتی فلاح کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

الأصل في الأشياء الإباحة، ولكن لا يجوز تجاوز الحدود الشرعية، فقد وضعت الشريعة ضوابط لمنع الضرر والمحافظة على الحقوق[13]

چیزوں کا اصل حکم جائزت ہے، لیکن شرعی حدود سے تجاوز جائز نہیں۔ شریعت نے ضوابط اس لیے مقرر کیے ہیں تاکہ نقصان سے بچا جاسکے اور حقوق کی حفاظت ہو۔

ابن قدامہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ اصول کی لچک کے باوجود شرعی حدود اور ضوابط سے مشروط ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائزت کا اطلاق صرف اسی حد تک ہے جہاں شریعت اور اخلاقی تقاضے محفوظ رہیں۔ شیخ ابن باز بیان کرتے ہیں:

الفتوى بالاصل الاباحي يجب أن تراعي حدود الشرع والأخلاق، فلا يجوز للمسلم أن يجاوز ما حد الشرع، وإلا وقع في المحظور[14]

فتویٰ دیتے وقت اصول اباحتی کے اطلاق میں شرعی اور اخلاقی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ شریعت کی مقررہ حد سے تجاوز کرے، ورنہ وہ ممنوع میں داخل ہو جائے گا۔

شیخ ابن باز کے مطابق، اباحت اصلیہ کا اطلاق محدود اور محتاط ہونا چاہیے۔ یہ اخلاقی اور عملی ضابطہ فتوے اور روزمرہ عمل میں انسان کو شرعی حدود کے اندر رہنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اباحت اصلیہ کے اصول کے اطلاق میں شرعی اور اخلاقی حدود لازمی ہیں۔ یہ حدود انسانی زندگی، معاشرت اور فتوے کی عملی رہنمائی میں توازن قائم کرتی ہیں، تاکہ جائزت کے اصول کے ساتھ شرعی ضوابط اور اخلاقی معیار محفوظ رہیں۔

معاصر مسائل میں فقہی حدود کا اطلاق

معاصر دور میں اباحت اصلیہ کے اطلاق میں فقہی حدود کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جدید معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی حالات میں اصولِ اباحتی کا اطلاق صرف اس حد تک جائز ہے جہاں شرعی نصوص، مقاصد شریعت اور انسانی فلاح محفوظ رہیں۔ فقہاء نے معاشرتی نظم، اقتصادی منافع، اور سیاسی حکمت عملی کے اعتبار سے بھی اباحت اصلیہ کے حدود متعین کیے ہیں۔

شیخ محمد الغزالي بیان کرتے ہیں:

---

13 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ *المغني*. مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء، ج5، ص292

14 ابن باز، عبدالعزیز بن باز۔ *فتاویٰ ابن باز*. مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض، 1999ء، ج3، ص210

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الأصل في الإباحة ثابت، لكن في المسائل الحديثة يجب مراعاة الضرر والمصلحة العامة، فلا يجوز الاستناد إلى الأصل الاباحي بشكل يخل بالنظام الاجتماعي أو الاقتصادي[15]

اصولِ اباحتی ثابت ہے، لیکن جدید مسائل میں نقصان اور عمومی مفاد کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جائزت کے اصول پر عمل ایسا نہیں ہونا چاہیے جو معاشرتی یا اقتصادی نظام کو نقصان پہنچائے۔

شیخ الغزالی کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاصر معاشرت اور معیشت میں اباحت اصلیہ کے اطلاق میں محتاط رہنا ضروری ہے۔ یہ اصول اجتہادی رہنمائی اور عملی توازن فراہم کرتا ہے تاکہ شرعی حدود اور معاشرتی فوائد برقرار رہیں۔

امام ابن ہشام بھی معاصر مسائل میں اصولِ اباحتی کے اطلاق پر زور دیتے ہیں:

يجوز للمجتهد تطبيق الأصل الاباحي في مسائل الاقتصاد والسياسة بشرط ألا يخل بالحقوق العامة ولا يتجاوز ما حد الشرع[16]

اجتہاد کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اصولِ اباحتی کو اقتصادی اور سیاسی مسائل میں نافذ کرے، بشرطیکہ وہ عوامی حقوق کو نقصان نہ پہنچائے اور شرعی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

ابن ہشام کے مطابق، اباحت اصلیہ کے اصول کا اطلاق جدید مسائل میں بھی ممکن ہے، لیکن یہ لازمی ہے کہ معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام میں توازن اور عدالت برقرار رہے۔ معاصر معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مسائل میں اصولِ اباحتی کا اطلاق ممکن ہے، لیکن فقہی حدود، شرعی نصوص، اور انسانی حقوق کی حفاظت لازمی شرط ہے۔ یہ اصول آج کے دور میں اجتہادی رہنمائی اور عملی توازن فراہم کرتا ہے، تاکہ جائزت، استثناء، اور حدود شرعی کے درمیان ہم آہنگی قائم رہے۔

اباحت اصلیہ اور قانونی نظام کے درمیان ہم آہنگی

اباحت اصلیہ کے اصول کا اطلاق صرف فقہی اور اخلاقی حدود تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی عملی افادیت قانونی نظام کے ساتھ ہم آہنگی میں بھی نمایاں ہے۔ اسلامی فقہ میں اصولِ اباحتی کی بنیاد یہ ہے کہ ہر چیز اصل میں جائز ہے جب تک کہ نص یا شرعی حکم میں واضح ممانعت نہ ہو۔ معاصر قانونی نظام، چاہے ملکی قوانین ہوں یا بین الاقوامی قانون، اکثر انسانی فلاح، حقوق اور عدل کے اصول پر قائم ہیں، جو اصول اباحتی کے بنیادی فلسفے سے مطابقت رکھتے ہیں۔

شیخ طاہر بن عاشور بیان کرتے ہیں:

الأصل في الإباحة يتوافق مع القواعد القانونية العامة، ما دام أن التطبيق لا يخل بالنظام العام ولا بالحقوق المكفولة للناس[17]

اصولِ اباحتی عمومی قانونی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے، جب تک کہ اس کا اطلاق نظام عام اور لوگوں کے محفوظ حقوق کو نقصان نہ پہنچائے۔

شیخ طاہر بن عاشور کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ اور قانونی نظام میں ہم آہنگی ممکن ہے، بشرطیکہ شرعی اصولوں کی بنیاد پر عملی حدود کا خیال رکھا جائے۔ یہ فقہ اور قانون کے مابین ایک فکری اور عملی توازن پیدا کرتا ہے، اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ معاصر قوانین کے ساتھ تصادم سے بچنے کے لیے اجتہادی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ ابن قدامہ آہنگی پر زور دیتے ہیں:

إذا كانت الأحكام الإباحية متفقة مع النظام القانوني، فهي تحقق المصلحة وتحافظ على حقوق الناس، ويجب على المجتهد مراعاتها عند إصدار الفتوى[18]

---

[15] الغزالي، محمد. *الفقه المعاصر وأدلته*. مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 1995ء، ج2، ص134

[16] ابن ہشام، عبد اللہ۔ *فقه المعاصر*. مکتبہ: دار الكتب العلمية، بیروت: 2002ء، ج1، ص88

[17] عاشور، طاہر بن۔ *الفقه الإسلامي وأدلته*. مکتبہ: دار الفكر، تونس: 1990ء، ج2، ص95

[18] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ *المغني*. مکتبہ: دار الفكر، بیروت، 1985ء، ج5، ص295

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگر اباحتی احکام قانونی نظام کے مطابق ہوں تو یہ فلاح اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں، اور اجتہاد کرنے والے کو فتویٰ دیتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

ابن قدامہ کے مطابق، اصول اباحتی اور قانونی نظام میں ہم آہنگی اجتہادی اور عملی فہم کا تقاضا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فتوے، قانونی امور اور عملی زندگی میں اصول اباحتی کو نافذ کرتے وقت نظام عام، حقوق، اور شرعی حدود کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اباحت اصلیہ کے اصول اور قانونی نظام کے درمیان ہم آہنگی ممکن ہے اور ضروری بھی ہے۔ فقہاء اور مجتہدین کو فتویٰ دیتے وقت اور عملی فیصلے کرتے وقت نصوص، حدود، قانونی اصول اور انسانی حقوق کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس ہم آہنگی سے نہ صرف اجتہادی لچک اور عملی رہنمائی ممکن ہوتی ہے بلکہ اسلامی فقہ اور معاصر قانونی نظام کے درمیان تضاد سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

فتاویٰ جات میں اباحت اصلیہ کی عملی تصویر

اباحت اصلیہ کا اصول صرف نظریاتی سطح پر نہیں بلکہ کلاسیکی فقہاء کے فتاویٰ جات میں عملی تصویر بھی رکھتا ہے۔ کلاسیکی فقہاء نے اصل اباحتی کے اطلاق کے دوران استثناءات، ضروریات اور اخلاقی حدود کو مدنظر رکھا۔ ان کے فتاویٰ جات ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ اصولِ اباحتی کو روزمرہ زندگی، معیشت، اور سماجی معاملات میں کیسے نافذ کیا گیا۔ یہ فتاویٰ جات آج کے اجتہادی اور عملی مسائل کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں:

> إذا اضطر الإنسان إلى استخدام ما هو محظور لحفظ نفسه أو ماله جاز له بقدر الحاجة، وهذا ما يظهر في فتاوى الفقهاء الكلاسيكية[19]
>
> اگر انسان اپنی جان یا مال کے تحفظ کے لیے کسی ممنوع چیز کا استعمال کرے تو ضرورت کے مطابق اسے کرنا جائز ہے، اور یہ کلاسیکی فقہاء کے فتاویٰ جات میں ظاہر ہوتا ہے۔

ابن قدامہ کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کلاسیکی فقہاء نے اصولِ اباحتی کو عملی صورت میں ضروریات اور استثناءات کے تحت نافذ کیا۔ ان فتاویٰ جات میں محدودیت اور اصولی لچک دونوں موجود ہیں، جو آج کے اجتہادی مسائل کے لیے بھی قابلِ استفادہ ہیں۔ امام شافعی بھی لکھتے ہیں:

> الأصل في الأمور الإباحة، فإذا وجد استثناء لحاجة أو مصلحة عامة جاز للمجتهد أن يأخذ به، كما يظهر في فتاوى الفقهاء القدماء[20]
>
> چیزوں کا اصل حکم جائز ہے، اور اگر کوئی استثناء کسی ضرورت یا عمومی مفاد کے لیے موجود ہو تو اجتہاد کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ اسے اختیار کرے، جیسا کہ کلاسیکی فقہاء کے فتاویٰ جات میں ظاہر ہے۔

شافعیہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ کے اطلاق میں کلاسیکی فقہاء نے انسانی فلاح، ضروریات اور عمومی مفاد کو مدنظر رکھا۔ یہ فتاویٰ جات اصولِ اباحتی کو عملی، محدود اور شرعی دائرہ میں نافذ کرنے کی مثال ہیں۔ کلاسیکی فقہاء کے فتاویٰ جات میں اباحت اصلیہ کی عملی تصویر واضح ہے۔ ان فتاویٰ جات نے اصولِ اباحتی کے اطلاق میں ضرورت، استثناء، اور حدود شرعی کو برقرار رکھتے ہوئے عملی رہنمائی فراہم کی۔ یہ آج کے معاصر اور اجتہادی مسائل میں بھی مشعل راہ ہیں۔

معاصر فقہاء کے فتاویٰ جات اور تجزیاتی جائزہ

معاصر فقہاء نے اباحت اصلیہ کے اصول کو جدید مسائل، تکنیکی ترقی، بین الاقوامی تجارتی تعلقات، اور معاصر معاشرتی حالات میں نافذ کیا ہے۔ ان کے فتاویٰ جات نہ صرف کلاسیکی اصول کی پیروی کرتے ہیں بلکہ اجتہادی جدیدیت اور عملی حل بھی پیش کرتے ہیں۔ شیخ ابن باز بیان کرتے ہیں:

> يجوز للمسلم في مسائل المعاصرة أن يستند إلى الأصل في الإباحة مع مراعاة الضرورات والحدود الشرعية، كما يظهر في فتاوى المعاصرة[21]
>
> معاصر مسائل میں مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اصولِ اباحتی پر عمل کرے، بشرطیکہ ضروریات اور شرعی حدود کا خیال رکھا جائے، جیسا کہ معاصر فتاویٰ جات میں ظاہر ہے۔

---

[19] ایضاً، ج5، ص291

[20] الشافعی، محمد بن ادریس۔ الام، *شرح مسائل الفقہ*۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیہ: بیروت: 1998ء، ج1، ص58

[21] ابن باز، عبد العزیز بن باز۔ *فتاویٰ ابن باز*۔ مکتبہ: دار ابن کثیر: ریاض: 1999ء، ج4، ص220

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شیخ ابن باز کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ معاصر فقہاء اصولِ اباحتی کے اطلاق میں کلاسیکی فتاویٰ جات کی روشنی میں نئے حالات اور ضرورتوں کو شامل کرتے ہیں۔ یہ فتاویٰ جات اجتہادی لچک، عملی رہنمائی، اور شرعی حدود کے درمیان توازن برقرار رکھنے میں مددگار ہیں۔ شیخ محمد صالح العثیمین بھی معاصر مسائل میں اصولِ اباحتی کے اطلاق پر زور دیتے ہیں:

الأصل الاباحي يوفر للمجتهد قاعدة للتعامل مع القضايا الحديثة، مع الالتزام بالنصوص والحدود الشرعية، وهذا ما يظهر في فتاوى الفقهاء المعاصرة[22]

اصولِ اباحتی اجتہاد کرنے والے کے لیے جدید مسائل کے حل کا بنیادی اصول فراہم کرتا ہے، بشرطیکہ نصوص اور شرعی حدود کی پابندی کی جائے، اور یہ معاصر فقہاء کے فتاویٰ جات میں ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ العثیمین کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاصر فقہاء اصول اباحتی کے ذریعے جدید مسائل میں اجتہادی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جس میں انسانی فلاح، ضروریات، اور قانونی و اخلاقی حدود کا خیال رکھا جاتا ہے۔ معاصر فقہاء نے اصول اباحتی کو جدید مسائل میں عملی اور اجتہادی طریقے سے نافذ کیا ہے۔ ان فتاویٰ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ آج کے دور میں معاشرتی، اقتصادی، اور بین الاقوامی معاملات میں فتوائی رہنمائی اور عملی لچک فراہم کرتا ہے، جبکہ شرعی حدود اور اصول برقرار رہتے ہیں۔

عملی مثالیں اور قانونی / معاشرتی اثرات

اباحت اصلیہ کے اصول کی عملی افادیت صرف فقہاء کے فتاویٰ جات تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ معاشرتی، اقتصادی اور قانونی نظام میں بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ معاصر فقہاء نے عملی مثالوں کے ذریعے دکھایا ہے کہ جب ضرورت، انسانی فلاح، یا معاشرتی مفاد مقدم ہو تو اصل میں ممنوع یا محدود اعمال کو اصول اباحتی کے تحت جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف اجتہادی لچک فراہم کرتا ہے بلکہ قانونی و معاشرتی توازن بھی قائم رکھتا ہے۔

شیخ ابن باز بیان کرتے ہیں:

الأصل الاباحي يظهر أثره في المعاملات اليومية، حيث يسمح للمسلم باتخاذ إجراءات لازمة للحفاظ على ماله أو صحته مع الالتزام بالحدود الشرعية[23]

اصولِ اباحتی اپنی افادیت روزمرہ معاملات میں ظاہر کرتا ہے، جہاں مسلمان کو اپنی جان، مال یا صحت کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات کرنے کی اجازت ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ شرعی حدود کے دائرے میں ہوں۔

شیخ ابن باز کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ کے اطلاق کی عملی مثالیں روزمرہ زندگی، معیشت، اور صحت کے معاملات میں موجود ہیں۔ اس سے معاشرتی نظام میں توازن اور انسانی حقوق کی حفاظت ممکن ہوتی ہے۔

شیخ محمد صالح العثیمین بھی اس نقطہ نظر کی تصدیق کرتے ہیں:

يمكن تطبيق الأصل الاباحي في القضايا الحديثة مثل التجارة الدولية والاقتصاد والسياسة بشرط مراعاة القوانين والحقوق العامة[24]

اصولِ اباحتی کو جدید مسائل، جیسے بین الاقوامی تجارت، معیشت اور سیاست میں بھی نافذ کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ قوانین اور عوامی حقوق کا خیال رکھا جائے۔

شیخ العثیمین کے مطابق، اباحت اصلیہ کا عملی اطلاق صرف فردی سطح تک محدود نہیں، بلکہ قانونی اور معاشرتی نظام میں بھی مفید ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی اجتہادی رہنمائی فراہم کرتی ہے اور انسانی فلاح، حقوق، اور قانونی توازن کو برقرار رکھتی ہے۔ اباحت اصلیہ کے عملی اطلاق کے اثرات وسیع ہیں۔ یہ نہ

---

[22] العثیمین، محمد بن صالح۔ *فتاویٰ العثیمین*۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض: 2001ء، ج4، ص205

[23] ابن باز، عبدالعزیز بن باز۔ *فتاویٰ ابن باز*۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض: 1999ء، ج4، ص225

[24] العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض: 2001ء، ج4، ص210

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صرف اجتہادی اور فقہی لچک فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرتی، اقتصادی، اور قانونی نظام میں توازن قائم رکھنے میں مددگار ہے۔ عملی مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ فقہ اسلامی انسانی ضروریات، فلاح، اور حقوق کے تحفظ کے لیے اصول اباحتی کو مؤثر طریقے سے نافذ کرتی ہے۔

اباحت اصلیہ اور معاصر اجتہادی چیلنجز

جدید مسائل میں اباحت اصلیہ کی ضرورت

معاصر دنیا میں نئی تکنیکی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مشکلات نے فقہاء کو مجبور کیا ہے کہ وہ اباحت اصلیہ کے اصول کو اجتہادی رہنمائی کے لیے استعمال کریں۔ جدید مسائل میں نصوص کا اطلاق براہِ راست ممکن نہیں ہوتا، اس لیے اباحت اصلیہ کے ذریعے اجتہاد اور عملی رہنمائی ممکن بنائی جاتی ہے۔ اس سے انسانی زندگی میں سہولت، عدل، اور معاشرتی توازن برقرار رہتا ہے۔

شیخ طاہر بن عاشور بیان کرتے ہیں:

> الأصل الاباحي أصبح ضروريا في القضايا المعاصرة مثل الاقتصاد الرقمي والتجارة الدولية لحل مسائل لم ترد فيها نصوص صريحة[25]
>
> اصولِ اباحتی جدید مسائل میں ضروری ہو گیا ہے، جیسے ڈیجیٹل معیشت اور بین الاقوامی تجارت، تاکہ ایسے مسائل حل کیے جا سکیں جن پر صریح نصوص موجود نہیں ہیں۔

شیخ طاہر بن عاشور کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ آج کے اجتہادی مسائل میں بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا اطلاق جدید دنیا کی ضروریات اور انسانی فلاح کے تحفظ کے لیے لازمی ہے۔

امام ابن ہشام بھی جدید مسائل میں اصولِ اباحتی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں:

> الأصل في الإباحة يوفر قاعدة للمجتهد لمواجهة التحديات المعاصرة، خصوصا في القضايا التي لم تحدد فيها النصوص[26]
>
> اصولِ اباحتی اجتہاد کرنے والے کے لیے بنیادی اصول فراہم کرتا ہے تاکہ وہ جدید چیلنجز سے نمٹ سکے، خاص طور پر ایسے مسائل میں جن پر نصوص واضح نہیں ہیں۔

ابن ہشام کے مطابق، اباحت اصلیہ اجتہادی لچک اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے، اور جدید تکنیکی، اقتصادی اور معاشرتی مسائل کے حل میں فقہاء کے لیے رہنما اصول کا کام کرتی ہے۔ جدید مسائل میں اصولِ اباحتی کی ضرورت اجتہادی رہنمائی اور عملی حل کے لیے لازمی ہے۔ یہ اصول فقہاء کو نئی ٹیکنالوجی، معیشت، اور بین الاقوامی تعلقات کے مسائل میں عملی فیصلے کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے، جبکہ شرعی حدود اور انسانی فلاح برقرار رہتی ہے۔

اجتہادی اختلافات اور معاصر حل

اباحت اصلیہ کے اطلاق میں اجتہادی اختلافات اکثر پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ فتاویٰ دینے والے فقہاء کے مواقف، حالات اور قیود مختلف ہو سکتے ہیں۔ معاصر مسائل میں یہ اختلافات اجتہادی تنوع اور لچک کے طور پر دیکھے جاتے ہیں، لیکن ان کا مقصد ہمیشہ شرعی حدود، انسانی حقوق، اور اجتماعی فلاح کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ شیخ محمد صالح العثیمین فرماتے ہیں:

> الاختلاف في الاجتهاد لا يخرج عن دائرة الشريعة، وأصل الإباحة يوفر قاعدة للمجتهد لموازنة مصالح الناس والحدود الشرعية[27]
>
> اجتہاد میں اختلاف شریعت کے دائرے سے باہر نہیں جاتا، اور اصولِ اباحتی اجتہاد کرنے والے کو لوگوں کے مصالح اور شرعی حدود کے درمیان توازن قائم کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

---

[25] عاشور، طاہر بن۔ الفقه الإسلامي وأدلته۔ مکتبہ: دار الفکر، مقام اشاعت: تونس، سن اشاعت: 1990ء، ج2، ص120

[26] ابن ہشام، عبد اللہ۔ فقه المعاصر۔ مکتبہ: دار الکتب العلمية، بیروت، 2002ء، ج1، ص120

[27] العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض، 2001ء، ج4، ص215

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شیخ العثیمین کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجتہادی اختلافات کا مقصد اصول اباحتی کے تحت عملی اور اخلاقی توازن قائم رکھنا ہے۔ یہ اختلافات فقہ میں اجتہادی تنوع اور دور جدید کے مسائل کے حل میں مددگار ہیں۔

شیخ ابن باز بھی اجتہادی اختلافات اور معاصر حل پر روشنی ڈالتے ہیں:

> الفتوى بالاصل الاباحي قد تختلف بين المجتهدين حسب الظروف والحاجة، لكن الهدف واحد وهو تحقيق المصلحة والمحافظة على الحقوق[28]
>
> اصولِ اباحتی کے تحت فتاویٰ اجتہاد کرنے والوں کے درمیان حالات اور ضرورت کے مطابق مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن مقصد ایک ہی ہے: مصالح کا تحفظ اور حقوق کی حفاظت۔

شیخ ابن باز کے مطابق، اجتہادی اختلافات معاصر مسائل میں لچک اور عملی رہنمائی کا حصہ ہیں۔ یہ اختلافات فتاویٰ دینے والے کو حالات کے مطابق فیصلہ کرنے اور اصولِ اباحتی کے اطلاق میں متوازن رہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اباحت اصلیہ کے اطلاق میں اجتہادی اختلافات قدرتی اور ضروری ہیں۔ معاصر مسائل میں یہ اختلافات اجتہادی لچک، عملی رہنمائی، اور انسانی فلاح کے تحفظ کے لیے لازمی ہیں۔ اصولِ اباحتی فقہاء کو موقع دیتا ہے کہ وہ معاصر چیلنجز، اقتصادی و معاشرتی حالات اور بین الاقوامی تعلقات میں متوازن اور شریعت کے مطابق فیصلے کریں۔

بین الاقوامی قانون، انسانی حقوق اور اسلامی فقہ میں ہم آہنگی

اباحت اصلیہ کے اصول کی افادیت نہ صرف ملکی قوانین بلکہ بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کے معیارات کے ساتھ ہم آہنگی میں بھی دیکھی جاتی ہے۔ جدید عالمی تعلقات میں یہ اہم ہے کہ اسلامی فقہ کے اجتہادی اصول، انسانی حقوق، اور بین الاقوامی قوانین ایک دوسرے کے ساتھ متوازن اور ہم آہنگ رہیں۔ اصولِ اباحتی اس لحاظ سے بنیادی کردار ادا کرتا ہے، کیونکہ یہ اجتہاد کرنے والے کو محدودیت، لچک، اور شرعی حدود کے اندر فیصلے کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

شیخ طاہر بن عاشور بیان کرتے ہیں:

> الأصل الاباحي في الشريعة الإسلامية يمكن أن يكون وسيلة لتحقيق التوافق مع القوانين الدولية وحقوق الإنسان، بشرط عدم مخالفة النصوص الشرعية[29]
>
> اسلامی شریعت میں اصولِ اباحتی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے تاکہ بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کے ساتھ ہم آہنگی حاصل کی جا سکے، بشرطیکہ شرعی نصوص کی مخالفت نہ ہو۔

شیخ طاہر بن عاشور کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اباحت اصلیہ بین الاقوامی قانون اور انسانی حقوق کے ساتھ ہم آہنگی کے لیے اجتہادی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ جدید عالمی قوانین کے ساتھ تصادم سے بچنے اور انسانی فلاح کو یقینی بنانے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ شیخ محمد الغزالی بھی انسانی حقوق کے تناظر میں اصول اباحتی کی اہمیت بیان کرتے ہیں:

> يمكن تطبيق الأصل الاباحي لتحقيق التوازن بين الشريعة وحقوق الإنسان والقوانين الدولية، خصوصا في القضايا الحديثة والمعقدة[30]
>
> اصولِ اباحتی کو اس لیے نافذ کیا جا سکتا ہے تاکہ شریعت، انسانی حقوق اور بین الاقوامی قوانین کے درمیان توازن قائم ہو، خاص طور پر جدید اور پیچیدہ مسائل میں۔

شیخ الغزالی کے مطابق، اباحت اصلیہ جدید عالمی مسائل میں فقہ اور قانون کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ اصول اجتہادی رہنمائی، انسانی حقوق کی حفاظت، اور قانونی و اخلاقی توازن برقرار رکھنے میں مددگار ہے۔ اباحت اصلیہ کے اصول کی مدد سے اسلامی فقہ، بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کے

---

[28] ابن باز، عبدالعزیز بن باز۔ *فتاویٰ ابن باز*۔ مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض، 1999ء، ج4، ص230

[29] عاشور، طاہر بن۔ *الفقه الإسلامي وأدلته*۔ مکتبہ: دار الفکر، تونس، 1990ء، ج2، ص130

[30] الغزالي، محمد۔ *الفقه المعاصر وأدلته*۔ مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 1995ء، ج2، ص145

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معیار میں ہم آہنگی قائم کی جاسکتی ہے۔ اصول اباحتی اجتہادی لچک فراہم کرتا ہے تاکہ فتوے اور عملی فیصلے شرعی حدود، انسانی حقوق، اور بین الاقوامی قانونی اصولوں کے مطابق ہوں۔ اس سے نہ صرف اسلامی فقہ کا احترام برقرار رہتا ہے بلکہ عالمی سطح پر قانونی اور اخلاقی ہم آہنگی بھی ممکن ہو جاتی ہے۔

نتائج

1. ہر چیز کو اصل میں جائز قرار دینا، جب تک کہ نصوص میں واضح ممانعت نہ ہو، اسلامی فقہ کے اجتہادی نظام میں بنیادی اصول کے طور پر برقرار ہے۔
2. اصولِ اباحتی کا اطلاق صرف عمومی جائزت کے لیے نہیں بلکہ ضروریات، استثناءات اور اخلاقی حدود کے دائرے میں ہوتا ہے۔
3. کلاسیکی اور معاصر فقہاء کے فتاویٰ جات اس اصول کو عملی شکل دیتے ہیں، اور روزمرہ زندگی، معیشت، تجارت اور معاشرت میں اس کی افادیت واضح ہوتی ہے۔
4. اصول اباحتی جدید ٹیکنالوجی، بین الاقوامی تجارت، معیشت، سیاست اور انسانی حقوق جیسے مسائل میں اجتہادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
5. اجتہادی اختلافات اصول اباحتی کے اطلاق میں قدرتی ہیں اور انسانی فلاح، قانونی اور معاشرتی توازن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔
6. اصولِ اباحتی کی مدد سے اسلامی فقہ کو موجودہ قانونی نظام اور بین الاقوامی قوانین کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ شرعی نصوص اور حدود کی پابندی ہو۔
7. اصول اباحتی کے اطلاق سے انسانی حقوق، معاشرتی توازن اور فلاح عامہ کو یقینی بنایا جاسکتا ہے، جبکہ شرعی حدود برقرار رہتی ہیں۔
8. اباحت اصلیہ فقہ اسلامی کی لچک، عملی قابلیت اور فکری جامعیت کو اجاگر کرتی ہے، اور اجتہاد کرنے والوں کو معاصر چیلنجز میں مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

سفارشات

1. فقہاء اور مدارس کو چاہیے کہ اصول اباحتی کے اطلاق کے عملی اور جدید پہلوؤں پر تحقیق اور تعلیم کو فروغ دیں تاکہ اجتہاد میں لچک اور علمی گہرائی قائم رہے۔
2. معاصر فتاویٰ میں اصول اباحتی کے اطلاق کے لیے واضح ضوابط، حدود اور تشریحات مرتب کی جائیں تاکہ اختلافات محدود اور متوازن رہیں۔
3. اسلامی فقہ کے اجتہادی اصولوں کو موجودہ قانونی نظام، بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کے معیارات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جائے۔
4. جدید مسائل جیسے ڈیجیٹل معیشت، بین الاقوامی تجارت، ٹیکنالوجی، سیاست، اور انسانی حقوق میں اصول اباحتی کی رہنمائی کو واضح اور عملی شکل میں پیش کیا جائے۔
5. اجتہادی اختلافات کو تنوع اور فکری لچک کے طور پر دیکھا جائے اور ان کا مقصد معاشرتی فلاح اور حقوق کی حفاظت ہونا چاہیے۔
6. مدارس اور جامعات کے نصاب میں اباحت اصلیہ کے اصول، حدود اور معاصر اطلاق کے موضوعات شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ اور محققین کی علمی بصیرت میں اضافہ ہو۔
7. عالمی سطح پر فقہ اسلامی اور اصول اباحتی کے بارے میں بین الاقوامی کانفرنسز، سیمینارز اور تحقیقی جرائد میں اشتراک کو فروغ دیا جائے تاکہ معاصر مسائل پر علمی اور عملی مباحثہ ممکن ہو۔
8. عوام میں اصول اباحتی کے اصول اور اس کی حدود سے متعلق آگاہی پیدا کی جائے تاکہ لوگ شرعی، اخلاقی اور قانونی حدود کے ساتھ روزمرہ فیصلے کر سکیں۔

خلاصہ

یہ تحقیق اسلامی فقہ میں اصولِ اباحت اصلیہ کی جامع تفہیم، اس کے فقہی دلائل، حدود اور عملی اطلاق کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ اباحت اصلیہ کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ ہر چیز کو اصل میں جائز تصور کیا جائے، جب تک کہ شرعی نص میں واضح ممانعت نہ ہو۔ تحقیق میں کلاسیکی اور معاصر فقہاء کے نظریات اور فتاویٰ جات کا تجزیہ کیا گیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول اباحتی کے اطلاق میں ضرورت، استثناءات، اخلاقی اور شرعی حدود مدنظر رکھی جاتی ہیں۔ مقالے میں اجتہادی اختلافات، مکاتب فکر کے نظریات، اور معاصر مسائل جیسے بین الاقوامی تجارت، جدید معیشت، انسانی حقوق اور بین الاقوامی قانون کے تناظر میں اصول اباحتی کی افادیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول اباحتی نہ صرف فقہی اجتہاد میں لچک فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرتی، اقتصادی اور قانونی نظام میں توازن اور ہم آہنگی قائم رکھنے میں

Vol. 3, No. 2 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مؤثر ہے۔ اس کے ذریعے انسانی فلاح، حقوق کی حفاظت اور معاصر چیلنجز کے عملی حل ممکن بنائے جاسکتے ہیں۔ تحقیق یہ بھی اجاگر کرتی ہے کہ اصول اباحت اسلامی فقہ کی لچک، عملی قابلیت اور فکری جامعیت کو ظاہر کرتا ہے، اور آج کے دور میں اجتہاد، فتاویٰ، اور قانونی و معاشرتی نظام میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مصادر و مراجع

1. الشافعی، محمد بن ادریس۔ الام، شرح مسائل الفقہ. مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت:1998ء
2. ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت۔ الآراء الفقہیۃ. مکتبہ: دار المعارف، بیروت:2005ء
3. مالک، امام۔ الموطأ. مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت:2003ء
4. عاشور، طاہر بن۔ الفقہ الإسلامي وأدلته. مکتبہ: دار الفکر، تونس:1990ء
5. ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغني. مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء
6. العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین. مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض، 2001ء
7. ابن قیم، احمد بن القیم۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد. مکتبہ: دار المعارف، بیروت:2000ء
8. العثیمین، محمد بن صالح۔ فتاویٰ العثیمین. مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض:2001ء
9. ابن باز، عبد العزیز بن باز۔ فتاوی ابن باز. مکتبہ: دار ابن کثیر، ریاض 1999ء
10. الغزالي، محمد. الفقہ المعاصر وأدلتہ. مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 1995ء
11. ابن ہشام، عبد اللہ۔ فقہ المعاصر. مکتبہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت:2002ء
12. ابن باز، عبد العزیز بن باز۔ فتاوی ابن باز. مکتبہ: دار ابن کثیر: ریاض:1999ء

Bibliography

1. Al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs. Al-Umm: Sharḥ Masāʾil al-Fiqh. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1998.
2. Abū Ḥanīfah, Nuʿmān ibn Thābit. Al-Ārāʾ al-Fiqhiyyah. Beirut: Dār al-Maʿārif, 2005.
3. Mālik ibn Anas (Imam Mālik). Al-Muwaṭṭaʾ. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2003.
4. Ibn ʿĀshūr, Ṭāhir ibn. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. Tunis: Dār al-Fikr, 1990.
5. Ibn Qudāmah, ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. Al-Mughnī. Beirut: Dār al-Fikr, 1985.
6. Al-ʿUthaymīn, Muḥammad ibn Ṣāliḥ. Fatāwā al-ʿUthaymīn. Riyadh: Dār Ibn Kathīr, 2001.
7. Ibn al-Qayyim, Aḥmad ibn al-Qayyim. Zād al-Maʿād fī Hady Khayr al-ʿIbād. Beirut: Dār al-Maʿārif, 2000.
8. Al-ʿUthaymīn, Muḥammad ibn Ṣāliḥ. Fatāwā al-ʿUthaymīn. Riyadh: Dār Ibn Kathīr, 2001.
9. Ibn Bāz, ʿAbd al-ʿAzīz ibn Bāz. Fatāwā Ibn Bāz. Riyadh: Dār Ibn Kathīr, 1999.
10. Al-Ghazālī, Muḥammad. Al-Fiqh al-Muʿāṣir wa Adillatuhu. Beirut: Dār al-Maʿārif, 1995.
11. Ibn Hishām, ʿAbd Allāh. Fiqh al-Muʿāṣir. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2002.
12. Ibn Bāz, ʿAbd al-ʿAzīz ibn Bāz. Fatāwā Ibn Bāz. Riyadh: Dār Ibn Kathīr, 1999.